غیر مبائعین کو تبلیغ کرنے کے متعلق خاص ہدایت

(فرمودہ 29 مارچ 1940ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"بوجہ انفلوئنزا کے دورہ کے مَیں اونچا نہیں بول سکتا اور گو آج حرارت میں مجھے نسبتاً کل سے افاقہ ہے لیکن گلے اور سر میں درد ابھی تک باقی ہے مگر لاؤڈ سپیکر کی وساطت سے میں امید کرتا ہوں کہ باوجود آہستہ بولنے کے میری آواز تمام جماعت تک پہنچ جائے گی۔

مَیں آج دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس وقت تک یہ وعدہ نہایت صفائی سے پورا ہوتا چلا آیا ہے کہ وہ ہم لوگوں کو جیسے بیرونی دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا فرمائے گا اسی طرح جو اندرونی باغی ہیں ان پر بھی وہ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں غلبہ عطا فرماتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی بات ہے ابھی نہ کوئی خلافت کا سوال تھا نہ اس قسم کا نظام جماعت کے سامنے تھا کہ مجھے الہام ہؤا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی زندہ ہی تھے جب مجھے یہ الہام ہؤا۔ اور جب میں نے آپ کو یہ الہام سنایا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے الہاموں کی کاپی میں یادداشت کے طور پر اسے درج فرمالیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں یقیناً ان کو جو تیرے متبع ہوں گے ان لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے ہمیشہ غالب رکھوں گا اور

یہ غلبہ قیامت تک رہے گا۔ چنانچہ اس وقت تک ہم اس الہام کے پورا ہونے کا نظارہ کئی دفعہ دیکھ چکے ہیں۔

پیغامی کس زور سے اٹھے، کس شان سے اٹھے، کن زبردست ارادوں سے اٹھے، کیا کیا تدبیریں تھیں جو انہوں نے ہمیں زیر کرنے کے لئے اختیار نہ کیں اور کیا کیا منصوبے تھے جو انہوں نے ہمیں ذلیل کرنے کے لئے نہ باندھے۔ جو شوکت اور جو رتبہ اس وقت ان لوگوں کو جماعت میں حاصل تھا آج جو بعد میں آنے والے ہیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ شاید یہی سمجھتے ہیں کہ ہم ہمیشہ ہی غالب رہے ہیں اور وہ ہمیشہ ہی مغلوب رہے ہیں۔ حالانکہ ان ایام میں ان کو اتنا رتبہ اور زور حاصل تھا کہ بہت سے لوگوں کے دل ڈرتے تھے کہ نہ معلوم کیا ہو جائے گا اور بعض تو یہ خیال کرتے تھے کہ شاید وہ ہمیں قادیان سے ہی نکال دیں گے۔ دُنیوی سامان جس قدر ہؤا کرتے ہیں وہ سب ان کے ساتھ تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کا نظام ان کے قبضہ میں تھا، خزانہ ان کے قبضہ میں تھا، رسالے اور اخبار ان کے قبضہ میں تھے یعنی وہ جو انجمن کے ماتحت تھے بیرونی دنیا میں انہی کا نام روشن تھا۔ جماعت پر ان کو اقتدار حاصل تھا اور بہت سے لوگ اس دُبدہ اور شک میں پڑے ہوئے تھے کہ کیا اتنے بڑے لوگ بھی غلطی کر سکتے ہیں؟ پھر وہ ایک عرصہ سے اپنے متعلق جماعت میں پروپیگنڈا کر رہے تھے اور "پیغام صلح" اِسی غرض کے لئے انہوں نے جاری کیا ہؤا تھا۔

غرض جماعت میں ایک ہیجان پیدا تھا اور وہ خود دنیوی سامانوں کی کثرت کی وجہ سے اس قدر مغرور تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ لکھا کہ ابھی تک تو جماعت کے بیسویں حصہ نے بھی بیعت نہیں کی۔ گویا خود ان کے اقرار کے مطابق جماعت کے انیس حصے اُن کے ساتھ تھے اور صرف ایک حصہ ہمارے ساتھ تھا لیکن جبکہ جماعت کے انیس حصے ان کے ساتھ تھے اور صرف ایک حصہ ہمارے ساتھ تھا۔ لیکن جبکہ جماعت کی تمام اہم چیزیں انہی کے قبضہ میں تھیں جبکہ جماعت کے تمام اہم ادارے انہی کے پاس تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم کے ساتھ مجھ پر الہام نازل کیا اور فرمایا کہ "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے"۔ اور میں نے یہ الہام اسی وقت اشتہارات کے ذریعہ شائع کر دیا جو آج تک دوستوں کے پاس موجود

ہوں گے۔ اسی طرح اس نے مجھے الہاماً فرمایا کہ لَیُمَزِّ قَنَّھُمْ کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، انہیں پراگندہ کر دے گا اور ان میں اختلاف پیدا کر کے ان کی طاقت کو توڑ دے گا۔ مجھے اِس وقت صحیح طور پر یاد نہیں کہ الہام لَیُمَزِّ قَنَّھُمْ تھا یا لَنُمَزِّ قَنَّھُمْ تھا۔ یعنی الہام میں یا غائب کی ضمیر استعمال کی گئی تھی یا متکلم کی مگر بہرحال اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ خدا ان کی طاقت کو توڑ دے گا اور ان میں اختلاف پیدا کر کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اُس وقت ان لوگوں کے زور کی یہ حالت تھی کہ انہی لوگوں میں سے ایک صاحب نے مدرسہ ہائی کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا تھا کہ یہ عمارتیں ہم نے بنائی تھیں اور ہم ہی ان کی حفاظت کر رہے تھے مگر اب جماعت نے غلطی کی جو اس نے ایک بچہ کو خلیفہ بنالیا۔ اب ہم تو یہاں سے جاتے ہیں مگر ابھی دس سال نہیں گزریں گے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب چھبیس سال گزر چکے ہیں اور ہمارا ان عمارتوں پر پہلے سے بھی زیادہ قبضہ ہے۔ عمارتیں بنتی ہیں اور بگڑتی ہیں اور سوائے ایسی عمارتوں کے جو خدا تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ہوں جیسے خانہ کعبہ وغیرہ باقی عمارتیں ایسی نہیں ہوتیں کہ ان کا کسی وقت کسی جماعت کے قبضہ سے نکل جانا کوئی قابلِ اعتراض بات ہو۔ سوال جماعتی ترقی کا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ ہی ہمیں حاصل رہی ہے۔ پس گو خود ان عمارتوں کا ہمارے پاس رہنا کوئی بڑی بات نہیں لیکن اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو کیا سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے کس طرح عیسائیوں کو غلبہ دینے کی بجائے ہمیں غلبہ دیا اور اسلام کی خدمت کی توفیق دی۔ لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمیں اطمینان دلاتا ہے کہ ہم غالب رہیں گے وہاں ایک اور بات کی طرف بھی ہمیں توجہ دلاتا ہے جو فکر والی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قیامت تک میرے ماننے والے منکرینِ خلافت پر غالب رہیں گے، بتاتا ہے کہ مخالفینِ خلافت اور اندرونی مخالفینِ سلسلہ قیامت تک کسی نہ کسی صورت میں باقی رہیں گے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ضرور پیغامیوں کی شکل میں رہیں گے، ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ضرور مصریوں کی شکل میں رہیں گے ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ خواہ وہ پیغامیوں کی شکل میں رہیں یا مصریوں کی شکل میں، خارجیوں کی

شکل میں رہیں یا شیعوں کی شکل میں یا خارجیوں اور شیعوں اور پیغامیوں اور مصریوں سب کی صورت میں۔ بہر حال کسی نہ کسی رنگ میں رہیں گے اور یہ بات یقیناً فکر والی ہے۔ کیونکہ اگر دشمن نے کسی نہ کسی رنگ میں رہنا ہے اور اگر مخالف نے کسی نہ کسی رنگ میں ہمیشہ ہمارے رستہ میں روڑے اٹکاتے رہنا ہے تو ہمارے لئے بھی ہمیشہ ہی اس کے مقابلہ کا انتظام کرتے رہنا ضروری ہو گا کیونکہ انسانی جسم میں اگر کوئی مرض رہے تو بہر حال اس کا علاج کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک شخص کو نزلہ ہوتا ہے اور چند دنوں کے بعد وہ اچھا ہو جاتا ہے تو وہ اتنے ہی دن دوائی کھاتا ہے جتنے دن بیمار رہتا ہے۔ ایک اور شخص کو بخار ہوتا ہے اور وہ اچھا ہو جاتا ہے تو وہ بھی صرف اتنے ہی دن دوائی کھاتا ہے جتنے دن بیمار رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی مرض ایسا ہو جو خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو مگر ہمیشہ ساتھ رہے تو اس کے متعلق انسان ہمیشہ دوائی استعمال کرتا رہتا ہے تاکہ مرض دبا رہے اور وہ جسم پر غلبہ نہ پالے۔ پس صرف اس بات پر خوش ہونے کی کوئی وجہ نہیں کہ ہم غالب رہیں گے کیونکہ اگر کوئی فتنہ ایسا ہے جس نے ہمیشہ دین کے راستہ میں روک بننا ہے تو چاہے وہ صرف ایک شخص کو ہی ہدایت سے روکنے کا موجب بن سکے بہر حال وہ فتنہ ایسا نہیں کہ ہم اس کی طرف سے غافل ہو سکیں۔

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علیؓ تیرے ہاتھ سے ایک شخص کا ہدایت پا جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تجھے ایک بہت بڑی وادی جانوروں سے بھری ہوئی مل جائے۔1 اور جب ایک شخص کا ہدایت پا جانا اس قدر بہتر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص کا کسی فتنہ سے گمراہ ہونا بھی اتنی ہی خطرناک بات ہے۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ تھوڑے ہیں اور ہم زیادہ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ اگر ان کے ذریعہ ایک شخص بھی گمراہ ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہے کیونکہ اگر ہم بہت ہو کر بھی کسی کو ان کی طرف جانے دیتے ہیں تو یہ امر ہماری بے توجہی پر دلالت کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ مصری فتنہ سے طاقت پا کر گزشتہ ایام سے غیر مبائعین پھر سر اٹھا رہے ہیں اور وہ اپنے دل میں یہ امیدیں قائم کر رہے ہیں کہ وہ جماعت میں پھر کوئی فتنہ پیدا کر سکیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک علیحدہ اخبار "ینگ اسلام" اسی غرض سے جاری کیا ہوا ہے اور

ان کے بعض آدمی بھی وقتاً فوقتاً قادیان میں آتے اور بعض منافقین سے ملتے رہتے ہیں اور وہ اپنے دل میں پھر یہ خیال کرنے لگ گئے ہیں کہ اس رنگ میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ وہ یقیناناکام رہیں گے۔ پس چاہے وہ کتنازور لگائیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کاوعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کوناکام کرے گا اور یہ ہو کیونکر سکتا ہے کہ یہ لوگ کامیاب ہو جائیں جبکہ ان لوگوں کے کامیاب ہونے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ناکام ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے جس مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہے اس میں آپ کی کھلی کھلی ہتک ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جتنی خصوصیات اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے غیر مبائعین ان سب کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ غیروں کے پیچھے نماز پڑھنا وہ جائز قرار دیتے ہیں گو پڑھتے خود بھی نہیں کیونکہ ان کے دل میں چور ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ نے ہم سے پوچھا تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نے کبھی غیروں کے پیچھے نماز نہیں پڑھی لیکن دوسروں کے ایمان پر ضرور ڈاکہ ڈالیں گے اور انہیں کہیں گے کہ غیروں کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح غیر احمدی کو لڑکیاں دینے کا معاملہ ہے۔ گو ان میں جتنے بڑے آدمی ہیں انہوں نے آج تک کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہیں دی مگر یوں کہتے رہتے ہیں کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں دینا جائز ہے حالانکہ اگر جائز ہے تو دیتے کیوں نہیں؟ وہ اسی لئے نہیں دیتے کہ جانتے ہیں ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں بیٹھنے والے لوگ زندہ ہیں اور اگر ہم نے غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دینی شروع کر دیں تو ایک طبقہ بغاوت اختیار کرے گا۔ بہر حال وہ کرتے وہی ہیں جو ہم کرتے ہیں مگر زبان سے یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں دینا جائز ہے۔ مگر یہ عجیب جائز ہے کہ ہے تو جائز مگر جماعت کے اکابر میں سے کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔ ہم نے سَہْلُ الْمُمْتَنِع تو سنا ہوا تھا مگر یہ حَلَالُ الْمُمْتَنِع اب سنا کہ ایک بات حلال بھی ہے مگر اسے عمل میں بھی نہیں لایا جاتا۔ غرض ان معاملات میں انہوں نے اپنی طرف سے ایسی پیچ لگا دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو پرانے صحابی ہیں وہ بھی اعتراض نہ کر سکیں اور جو غیر احمدی ہیں وہ بھی خوش ہو جائیں۔ لیکن یہ

حملہ معمولی حملہ نہیں بلکہ جب بھی ان کی جماعت سے ان لوگوں کا اثر دور ہؤا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اٹھائی ہوئی ہے وہ اپنی ساری جماعت کو غیروں کے قدموں میں ڈال دیں گے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس قدر کوششیں اپنی جماعت کے قیام کے لئے کیں غیر مبائعین ان تمام کو تباہ کرنے والے ہیں۔

پھر امت محمدیہ پر روحانیت کا دروازہ بھی انہوں نے بند کر دیا ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ آج امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں ہو سکتا جو وہ مقام حاصل کر سکے جو پہلے لوگوں نے حاصل کیا۔ بظاہر وہ اس طرح ہم پر حملہ کرتے ہیں لیکن دراصل وہ امت محمدیہ کی ہتک کرتے ہیں اور امت محمدیہ کی ہی نہیں رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بھی ہتک کرتے ہیں کیونکہ امت محمدیہ کے لوگوں کے دلوں سے امید کا نکال دینا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے انسان کی تمام زندگی امید پر ہوتی ہے تم کسی انسان کے دل سے امید نکال دو اس کی تمام ترقی یکدم رک جائے گی۔

مدت ہوئی میں نے ایک کہانی پڑھی تھی کہ فرانس کے کسی ہوٹل کا ایک باورچی تھا جو دو تین ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ لیتا اور اپنے فن میں اس قدر مہارت رکھتا کہ دور دور سے لوگ اس ہوٹل میں آتے اور اس کا پکا ہؤا کھانا کھا کر محظوظ ہوتے۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہؤا اور روز بروز کمزور ہوتا چلا گیا حتّٰی کہ وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ چارپائی سے اٹھ بھی نہ سکتا۔ ڈاکٹروں نے اسے دیکھا تو کہا کہ اب آہستہ آہستہ یہ اس رنگ میں کمزور ہوتا جا رہا ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ اس کی بیماری کی تشخیص نہ کر سکے۔ صرف یہی کہتے تھے کہ روز بروز کمزور ہو رہا ہے اور یہ کمزوری چونکہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اس لئے زندگی کی اب زیادہ امید نہیں ہو سکتی۔ ایک دن اس ہوٹل کے منیجر نے ڈاکٹر سے بات کی اور کہا کہ کیا کوئی صورت اس کی زندگی کی نہیں ہو سکتی؟ ڈاکٹر نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے دل میں مایوسی پیدا ہو چکی ہے۔ کسی طرح تم اس کی مایوسی کو دور کر دو تو اس کے اندر طاقت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ منیجر نے کہا تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا؟ وہ کہنے لگا مَیں نے اس سے باتیں کی ہیں اور میں نے یہ معلوم کرنے کی بہت کوشش کی ہے کہ آخر اسے کیا صدمہ ہے جس کی وجہ سے یہ روز بروز

کمزور ہوتا جارہاہے۔ بہت غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیاہے کہ باورچی کا جو فن تھا اسے میں نے کمال تک پہنچا دیا ہے اور اب چونکہ اس میں ترقی نہیں ہو سکتی اس لئے میرا دنیا میں کوئی کام نہیں رہا۔ اگر اس کے دل پر کسی طرح یہ اثر ڈال دیا جائے کہ ابھی تمہارا کام ختم نہیں ہؤا اور تم اس فن میں اور زیادہ ترقی کر سکتے ہو تو ممکن ہے اس کی یہ حالت بدل جائے۔ وہ منیجر ذہین آدمی تھا اس نے یہ سنتے ہی فوراً اسسٹنٹ باورچی کو بلایا اور کہا کہ فلاں جیلی جو یہ باورچی بنایا کرتا تھا اور دوسرے اس کے خاص نسخوں کے مطابق پکنے والے کھانے اس کے لئے فوراً تیار کرو اور یہ حکم دے کر وہ باورچی کے پاس گیا اور کہنے لگا ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ آخری دفعہ ہوٹل کی طرف سے تمہاری ایک شاندار دعوت کر دی جائے۔ تم کہا کرتے ہو کہ میں نے اپنے شاگرد کو تمام علم سکھا دیا ہے اور کوئی کھانا ایسا نہیں رہا جس کی تیاری کی ترکیب اسے نہ بتادی ہو۔ اس رنگ میں نہ صرف تمہارے اس شاگرد کا امتحان ہو جائے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس نے تمہارا فن کہاں تک سیکھا بلکہ ہوٹل کی طرف سے تمہاری دعوت بھی ہو جائے گی۔ پھر اس نے کہا وہ جو تم جیلی تیار کیا کرتے تھے اور جو پینتالیس ذائقوں والی ہؤا کرتی تھی میں نے وہ بھی تمہارے شاگرد کو تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح اور کھانے بھی تیار کر کے تمہارے سامنے لائے جائیں گے تاکہ تم اندازہ لگا سکو کہ اس نے یہ فن کہاں تک سیکھا ہے۔ اس نے کہا یہ بڑی اچھی بات ہے اس طرح مجھے بھی پتہ لگ جائے گا کہ میرا ماتحت جیلی اور دوسرے کھانے کیسے پکاتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا آیا اور جب اس نے دیکھا کہ اسسٹنٹ باورچی جیلی تیار کر رہا ہے تو اس کی نظر بچا کر اس نے ایک تیز خوشبو اس جیلی میں ڈال دی تاکہ وہ بدمزہ ہو جائے اور جب باورچی اسے کھائے تو اسے یقین ہو جائے کہ یہ کھانا پکانا پوری طرح سمجھا نہیں اور میرے لئے دنیا میں ابھی کچھ کام باقی ہے چنانچہ جب جیلی اور دوسرے کھانے تیار کر کے اس کے سامنے لائے گئے تو اس نے پہلے جیلی اٹھائی اور جب اسے کھانے لگا تو چونکہ ایک تیز خوشبو کی وجہ سے وہ بدمزہ ہو چکی تھی اس لئے اسے چکھتے ہی فوراً اٹھ بیٹھا اور بے تحاشا اس اسسٹنٹ باورچی کو گالیاں دینے لگ گیا کہ نالائق تُو نے میری ساری عمر کے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ میں ہمیشہ تجھے کھانا پکانے کے طریق

سمجھتا رہا اور میرا خیال تھا کہ تُو اس فن کو پوری طرح سیکھ گیا ہو گا مگر آج مجھے معلوم ہؤا کہ تُو جیلی پکانا جانتا ہی نہیں تو نے میری ساری عمر کی محنت برباد کر دی ہے اور تو بڑا ہی نالائق اور نکمّا ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ یک دم چارپائی سے کُودا اور کہنے لگا میں سمجھ گیا، سمجھ گیا، میرے ذہن میں اب چھیالیس ذائقوں والی جیلی بنانے کی ترکیب آ گئی ہے اور یہ کہہ کر وہ باورچی خانہ کی طرف دوڑ پڑا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور اسے یہ خیال تک نہ رہا کہ وہ کمزور یا بیمار تھا۔

یہ ہے تو کہانی مگر دنیا میں اس قسم کے بیسیوں واقعات ملتے ہیں۔ تم کسی کو مایوس کر دو فوراً اس کے حالات بدل جائیں گے اور اگر کسی کے دل میں امید پیدا کر دو تو اسی وقت اس کی اور حالت ہو جائے گی۔ روٹی وہی ہو گی جو انسان روزانہ کھاتا ہے، پانی وہی ہو گا جو انسان روزانہ پیتا ہے، ہوا وہی ہو گی جو انسان روزانہ استعمال کرتا ہے، لباس وہی ہو گا جو انسان روزانہ پہنتا ہے لیکن اگر کسی اچھے بھلے انسان کو تم کہہ دو کہ آج شام تک تم مر جاؤ گے تو باوجود اس کے کہ کھانا وہی ہو گا، پینا وہی ہو گا، ہوا وہی ہو گی، لباس وہی ہو گا اس کی حالت غیر ہو جائے گی اور وہ شام سے پہلے ہی مرنے لگ جائے گا۔ اِسی طرح ایک انسان مایوس بیٹھا ہو، اس کی طاقت زائل ہو چکی ہو اور وہ سخت فکر میں مبتلا ہو۔ فرض کرو وہ کوئی مقروض ہے اور قرض کی وجہ سے اس کا دیوالہ نکل رہا ہے اور اس بات کا فکر اسے کھائے جا رہا ہے تو اس وقت اگر تم اسے جھوٹ موٹ بھی کہہ دو کہ فلاں شخص تمہارے لئے روپیہ لا رہا ہے تو اس کے چہرہ پر خون دوڑنے لگ جائے گا اور اس کا کمزور اور پژمردہ جسم طاقت پکڑنے لگ جائے گا۔

تو دنیا میں تمام کام امید سے ہوتے ہیں۔ اگر ایک جماعت کو تم یہ کہہ دو کہ تم ہو تو تمام جماعتوں کی سردار مگر تمہارے لئے وہ درجات مقدر نہیں جو پہلوں کو مل چکے بلکہ تم ہمیشہ پھسڈی رہو گے تو یہ اس جماعت کو قتل کر دینے کے مترادف ہو گا کیونکہ تم اس کی امید کے پہلو کو کچل دیتے ہو۔ لیکن اگر تم ان کو یہ کہو کہ ہمارا رسول سب رسولوں سے افضل ہے اور تم جو اس رسول کی بہترین امت ہو اپنے رسول کی پیروی سے اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی انعامات حاصل کر سکتے ہو بلکہ تم ان انعامات کو بھی حاصل کر سکتے ہو جو پہلے نبیوں کو ملے تو ان کی ترقی کی رفتار میں

غیر معمولی تیزی پیدا ہو جائے گی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

کہ اے رسول! بے شک میں نے ایسا دعویٰ کیا ہے جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا اور بے شک وہ حیرت سے مجھے کہتے ہیں کہ ایک امتی ایسا اعلیٰ مقام کیونکر حاصل کر سکتا ہے؟ مگر اے محمد رسول اللہ! یہ تعجب کی کوئی بات نہیں تُو جب تمام نبیوں سے آگے رہنے والا رسول ہے تو تیرے پیچھے چلنے والا سپاہی بھی تو دوسروں سے آگے ہی رہے گا۔ تو یہ امید کو کچلنے اور امنگ کو مٹا دینے والی قوم ہے۔ آج بے شک وہ شکست خوردہ مسلمانوں سے اپنی تعریف کروالیں، آج بے شک وہ مایوس مسلمانوں کی خوشنودی حاصل کر لیں لیکن جب ترقی کے میدان میں بڑھنے والی اور اپنے دلوں میں امنگیں اور ولولے رکھنے والی قومیں آئیں گی تو وہ ان لوگوں کو سخت ملامت کریں گی اور کہیں گی کہ انہوں نے لوگوں کی ترقی کے راستے روک دیئے۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ لوگوں کو ترقی دینے کے لئے آئے تھے نہ کہ ان کی ترقی کو روکنے کے لئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ انہوں نے کس قدر گرا دیا۔ خلافت کے زمانہ کے شروع میں جب آپس میں بحثا بحثی ہوئی تو ان کے ایک مضمون نگار نے لکھا کہ بھلا یہ بھی کوئی جھگڑے کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا درجہ ہے؟ آؤ ہم بتائیں کہ آپ کا کیا درجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ خلفائے اربعہ کے بعد سب سے افضل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ گویا ابوبکرؓ بھی بڑے، عمرؓ بھی بڑے، عثمانؓ بھی بڑے، علیؓ بھی بڑے۔ ہاں حضرت علیؓ کے بعد آپ کا مقام ہے۔ پھر اس نے لکھا جیسے کسی نے کہا ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی طرح ہم آپ کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ:

بعد از علی بزرگ توئی قصہ مختصر

کہ قصہ مختصر یہ ہے کہ علیؓ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ ہے لیکن اگر یہ کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جس پر سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ کے ماننے والوں کا

غلبہ ہو یا حضرت امام مالکؒ کے ماننے والوں کا غلبہ ہو یا حضرت امام ابو حنیفہؒ کو ماننے والوں کو حکومت حاصل ہو تو یہ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہہ دیں گے کہ:

بعد از سید عبد القادر بزرگ توئی قصہ مختصر

یا:

بعد از امام مالک بزرگ توئی قصہ مختصر

یا:

بعد از امام ابو حنیفہ بزرگ توئی قصہ مختصر

یہ تو کثرت اور طاقتور لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں جیسے لوگ دیکھے ویسی بات کہہ دی۔ گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ڈیوڑھی ہیں کہ جو گھر ہوا اس کے آگے اسے کھڑا کر دیا۔ غرض ان کا اصل مقام مقامِ تنقیص ہے۔ محمد ﷺ کی انہوں نے تنقیص کر دی کیونکہ یہ کہہ دیا کہ ان کی قوت قدسیہ سے کوئی اعلیٰ شاگرد پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص انہوں نے کر دی کیونکہ آپ کے متعلق کہہ دیا کہ:

بعد از علی بزرگ توئی قصہ مختصر

امت محمدیہ کی تنقیص انہوں نے کر دی کیونکہ کہہ دیا کہ اِس امت میں سے کسی کو کوئی بلند روحانی مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ غرض ان کا کام تباہی اور بربادی ہے اور تعریف اپنی یہ کرتے ہیں کہ ہم غلو کرنے والے نہیں حالانکہ جس طرح غلو کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اسی طرح تنقیص کرنے والا بھی گنہگار ہوتا ہے۔ اگر کوئی محمد ﷺ کو خدا کہہ دے تو وہ بھی ویسا ہی گنہگار ہو گا جیسے خدا کے متعلق کوئی کہہ دے کہ وہ بندہ ہے۔ پس غلو اور تنقیص دونوں ہی گناہ ہوتے ہیں اور جیسے محمد ﷺ کو خدا کہنا گناہ ہے اسی طرح خدا کو بندہ کہنا بھی گناہ ہے۔ غرض ان کا فتنہ جب بھی سر اٹھائے گا امت محمدیہ کے لئے تباہی کا موجب بنے گا کیونکہ یہ اپنے عمل سے غیر احمدیوں کو ہدایت سے محروم رکھتے ہیں اور جب انہیں کہتے ہیں کہ تم بھی اچھے اور نیک ہو تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سست ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں جو جوش پیدا ہونا چاہیئے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جلدی قبول کریں وہ پیدا نہیں ہوتا۔

پس یہ فتنہ معمولی نہیں اور چونکہ آجکل پھر ان لوگوں میں ایک جوش نظر آتا ہے اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جماعت کو ہر جگہ غیر مبائعین کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے متعلق سب سے پہلے میں تمام جماعتوں کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ ہر جماعت میں ایک سیکرٹری اصلاح مابین کے کام کے لئے مقرر کیا جائے جس کا یہ فرض ہو کہ وہ ان لوگوں سے ملے جُلے، انہیں تبلیغ کرے، پرانا لٹریچر مہیا کرے اور جماعت کو اس لٹریچر سے آگاہ کرے۔ مجھے حیرت آتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض نئے لوگ جو سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں وہ اس لٹریچر کا مطالعہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی سوالات جو بیسیوں دفعہ حل ہو چکے ہیں وہ پھر پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا جواب دیجئے۔ حالانکہ ان سوالات کے متواتر جواب دیئے جا چکے ہیں اور وہ ان جوابات کے بعد خاموش ہو چکے ہیں۔ لیکن اب اٹھارہ بیس سال کے بعد ان میں پھر جوش پیدا ہؤا ہے اور وہ وہی سوالات دہرانے لگ گئے ہیں جن کے بیسیوں مرتبہ نہایت مُسکت جوابات دیئے جا چکے ہیں۔

پس ایک تو ہر جگہ ایک سیکرٹری مقرر کیا جائے جس کا یہ فرض ہو کہ وہ ان لوگوں سے ملے جُلے، انہیں تبلیغ کرے، لٹریچر مہیا کرے اور اس لٹریچر کو نہ صرف خود پڑھے بلکہ دوسروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کرے اور ایسے آدمی تیار کرے جو ان لوگوں کا مقابلہ کر سکیں اور جنہیں تمام ضروری حوالے اچھی طرح یاد ہوں۔

دوسرے مَیں جماعتوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں جہاں غیر مبائعین موجود ہیں وہ ان کی لسٹیں مجھے بھجوا دیں تاکہ براہ راست ان کو مرکز سے بھی تبلیغی لٹریچر بھجوایا جا سکے۔ یہ کام بہت جلد ہو جانا چاہیئے اور اس میں کسی قسم کے تساہل اور سستی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو جماعتیں کام کرنے کی روح اپنے اندر رکھتی ہیں وہ اس قسم کی لسٹوں کے بھجوانے میں دیر نہیں لگائیں گی اور فوراً اپنے اپنے مقام کے پیغامیوں کے ناموں اور ان کے مکمل پتوں سے بھی مجھے اطلاع دیں گی۔ اگر انہیں صرف اتنا معلوم ہو کہ فلاں شہر یا گاؤں میں چند پیغامی رہتے ہیں تو وہ اتنا ہی لکھ دیں کہ فلاں شہر یا فلاں گاؤں میں بعض پیغامی رہتے ہیں۔ ہم

خود کسی آدمی کو بھیج کر ان کے ناموں اور پتوں کی اطلاع حاصل کر لیں گے۔ بہر حال تمام جماعتیں اپنے اپنے مقام پر غیر مبائعین کا اچھی طرح پتہ لگائیں اور جہاں بھی انہیں کسی غیر مبائع کا علم حاصل ہو اس کے نام اور پتہ سے مجھے اطلاع دیں اور اس قسم کی لسٹیں جلد سے جلد تیار کر کے مجھے بھجوائی جائیں۔

خصوصیت سے میں لاہور کی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ فوراً ایک جلسہ منعقد کریں اور اپنے آدمیوں میں سے پچاس، ساٹھ، ستر یا سَو ایسے آدمی تیار کریں جو غیر مبائعین میں سے ایک ایک دو دو کو اپنے سامنے رکھ کر انہیں تبلیغ کرنی شروع کر دیں۔ لاہور کی جماعت سرحد پر ہے اور اس لحاظ سے تمام جماعتوں میں سے پہلا فرض اس کا ہے کہ وہ غیر مبائعین کو تبلیغ کرنے میں حصہ لے۔ لاہور کی جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے لوگ موجود ہیں جو غیر مبائعین کے متعلق بکثرت حوالے جانتے ہیں۔ ایک ہمارے دوست میاں محمد سعید صاحب سعدی مرحوم ہؤا کرتے تھے۔ وہ تو غیر مبائعین کے متعلق حوالہ جات جمع کرنے اور نکالنے کے فن میں اتنے ماہر تھے کہ انہوں نے اس فن کو کمال تک پہنچایا ہؤا تھا۔ سید دلاور شاہ صاحب گو بیمار ہیں مگر ان کو بھی بہت سے حوالے یاد ہیں۔ اسی طرح عبد العزیز صاحب مغل جو سعدی مرحوم کے بڑے بھائی اور میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کے بیٹے ہیں انہیں بھی بہت سے حوالے یاد ہیں۔ اسی طرح لاہور کے اور نوجوانوں کو اگر منظم کیا جائے تو ان میں سے پچاس ساٹھ بلکہ سَو ایسے نوجوان مل سکتے ہیں جو غیر مبائعین میں بخوبی تبلیغ کر سکتے ہیں اور میرا یہ ہمیشہ سے تجربہ ہے کہ جب بھی ہم نے غیر مبائعین کی طرف توجہ کی ہے ان میں سے کئی لوگوں کو ہدایت حاصل ہوئی ہے اور وہ غیر مبائعین میں سے نکل کر ہم میں شامل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ لاہور میں ہی گزشتہ چند سال کے عرصہ میں ملک غلام محمد صاحب اور ڈاکٹر غلام حیدر صاحب انہی لوگوں میں سے نکل کر میری بیعت میں شامل ہوئے ہیں اور یہ لوگ دُنیوی لحاظ سے بھی اور سمجھ کے لحاظ سے بھی اور ایمانی جوش کے لحاظ سے بھی اچھے ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اگر یہ لوگ غیر مبائعین میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں تو اور لوگ اگر ہم ان کی طرف توجہ کریں تو ہمارے ساتھ شامل نہ ہوں۔ پس

مَیں لاہور کی جماعت کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو منظم کر کے اس قسم کی لسٹیں مجھے جلد بھجوائیں جن میں یہ صراحت ہو کہ انہوں نے اس غرض کے لئے فلاں فلاں آدمی مقرر کر دیئے ہیں۔ اسی طرح جو مفید اور کارآمد حوالے ہوں وہ سب لوگوں کو لکھا دینے چاہئیں تا کہ وقت پر وہ ان کے کام آ سکیں۔

اس کے ساتھ ہی میں مرکز میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس قسم کے علماء اور انگریزی خوانوں کی ایک لسٹ تیار کرے جو غیر مبائعین کے متعلق مفید مضامین لکھ سکتے ہوں اور پھر انہیں اخباروں اور رسالوں میں مضامین لکھنے کی تحریک کرے۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ خواہ غیر مبائعین کے متعلق مضامین لکھے جائیں، خواہ انہیں زبانی تبلیغ کی جائے دوستوں کو محبت اور پیار سے کام لینا چاہیئے اور کبھی بھی سختی نہیں کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو سختی سے تم دوسرے کو چپ کرا سکتے ہو، سختی سے تم دوسرے کو شرمندہ کر سکتے ہو، سختی سے تم دوسرے کو ذلیل کر سکتے ہو مگر سختی سے تم دوسرے کے دل کو فتح نہیں کر سکتے۔ اگر تم دل فتح کرنا چاہتے ہو تو تمہارے اپنے دل میں یہ اخلاص اور درد ہونا چاہیئے کہ میرا ایک بھائی گمراہ ہو رہا ہے اسے کسی طرح میں ہدایت پر لاؤں۔ جب تک یہ احساس اور یہ جذبہ تمہارے اندر نہ ہو گا کہ جو شخص گمراہ ہو رہا ہے وہ تمہارا پیارا ہے، تمہارا بھائی اور تمہارا عزیز ہے اور یہ کہ اس کا دکھ تمہارا دکھ اور اس کی تکلیف تمہاری تکلیف ہے اس وقت تک تمہاری تبلیغ مؤثر نہیں ہو سکتی۔ چاہے بظاہر تمہیں وہ شاندار معلوم ہو اور چاہے بظاہر جب تم مضمون لکھو تو لوگ کہیں کہ خوب مضمون لکھا۔ کیونکہ کامیابی یہ نہیں کہ لوگ تمہاری تعریف کریں بلکہ کامیابی یہ ہے کہ دوسروں کی ہدایت کا موجب بنو۔ پس جو مضمون لکھنے والے ہیں انہیں بھی میں کہتا ہوں کہ سنجیدگی اور محبت سے مضامین لکھو اور جو زبانی تبلیغ کرنے والے ہوں انہیں بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ سنجیدگی اور محبت سے تبلیغ کرو۔ اسی طرح جو سیکرٹری مقرر ہوں ان سے میں یہ کہتا ہوں کہ جب انہیں مرکز سے ٹریکٹ وغیرہ بھجوائے جائیں تو وہ محنت سے انہیں غیر مبائعین کے گھروں تک پہنچائیں تا ان میں سے جو سعید لوگ ہیں وہ سلسلہ کی طرف توجہ کریں۔

درحقیقت اب جو اُن میں بیداری پیدا ہوئی ہے یہ ہماری بے توجہی پر اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ایک تنبیہہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں ہمیں سمجھایا ہے کہ تم ان لوگوں کو تھوڑے سمجھ کر اپنے فرض سے غافل ہو رہے تھے۔ اب دیکھ لو پھر ان میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ تم اپنی غفلت کو دور کرو اور ان لوگوں کی طرف محبت اور پیار سے توجہ کرو۔ پس جماعت کو درد اور اخلاص کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور میں جماعت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت اس طرف توجہ کرے گی تو اسے یقیناً کامیابی حاصل ہو گی۔

میں نے متواتر رؤیا میں دیکھا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب میرے پاس آئے ہیں اور وہ نہایت محبت اور اخلاص سے مجھے ملے ہیں۔ اس خواب کے مطابق ظاہری رنگ میں مولوی محمد علی صاحب آئیں یا نہ آئیں اس کی یہ تعبیر تو ظاہر ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہمراہیوں یا ان کے خاندان کے لوگوں میں سے بعض کو کھینچ کر ہماری طرف لائے گا اور وہ خواہ کتنا ہی شور مچائیں فتح ہماری ہی ہو گی۔

پس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جب بھی اٹھے فتح آپ کی ہی ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقدر یہی ہے اور خدا جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بندے خواہ کتنی ہی دولت و ثروت رکھنے والے ہوں، کتنے ہی اچھے بولنے والے ہوں، کتنا ہی اثر اور اقتدار رکھنے والے ہوں، ہوتا وہی ہے جو خدا کا منشاء ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ جو مقابلہ پر ہوتے ہیں اس طرح بیٹھ جاتے ہیں جس طرح ہنڈیا کا جوش ابلنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ پس خواہ وہ قادیان پر حملہ کریں، خواہ وہ ہمارے مرکز میں آئیں، خواہ وہ ہمارے خلاف ٹریکٹ اور کتابیں شائع کریں اور خواہ ہمارے خلاف وہ اخبارات شائع کریں جس وقت ہماری طرف سے جواب شروع ہو گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ ہم انہیں کھینچ کر لے آئیں گے اور وہ مُنہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِبَعِیْدٍ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔" (الفضل 5 اپریل 1940ء)

---

1 بخاری کتاب الجہاد باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام و النبوۃ